[illegible] [illegible]

تفسیر القرآن

پارہ وَقَالَ الَّذِینَ ۱۹ تا فَمَنۡ اَظۡلَمُ ۲۴

مُفسّر

حضرت ادیبِ اعظم الحاج مولانا سیّد ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی

مصنّفِ دو صد سیزدہ کتب

و

بانیٔ جامعۂ امامیہ

جلد چہارم

شمیم بک ڈپو، ناظم آباد ۲ ● کراچی ۱۸

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَارَيْبَ فِيْهِ

تفسیر القرآن

جلد چہارم

مُفسّر

حضرت ادیب اعظم الحاج مولانا سیّد ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی

۷۸۶

تصدیق نامہ

میں تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے پارہ ۱۹ تا پارہ ۲۳ کی تصحیح کی۔ اب اس کے متن میں کوئی کمی بیشی یا کتابت میں کوئی غلطی نہیں ہے۔

انشاء اللہ تعالیٰ

فقط حافظ عبدالروف

حافظ عبدالرؤف پڑی والا

۲۲ر فروری ۱۹۸۲ء

اپنی طرف کھینچ لیا اور وہی تو خدا ہے جس نے تمہارے لیے رات کو پردہ بنایا اور نیند کو راحت اور دن کو (کاروبار کے لیے) اُٹھ کھڑے ہونے کا وقت بنایا۔

سایہ اور دھوپ دو چیزوں کو نظامِ حیاتِ انسانی کے باقی رکھنے میں بڑا دخل ہے اگر صرف سایہ ہی سایہ ہوتا دھوپ کا نام نہ ہوتا تو انسانی زندگی کا ڈھانچہ بالکل بگڑ جاتا بلکہ ہر شے گھلا کر رہ جاتی۔ درختوں کی نشوونما میں خلل پڑ جاتا۔ حیوانات کی صحت خراب ہو جاتی اور اگر سایہ نہ ہوتا اور تمام دن دھوپ ہی دھوپ رہتی تو انسان بلبلا اُٹھتا۔ ہر ذی حیات تڑپ اُٹھتا اور درخت مرجھا جاتے۔ پس خدا نے اپنی مخلوق کی آسائش کے لیے یہ صورت رکھی کہ کبھی سایہ کو بڑھاتا ہے کبھی اس کو گھٹاتا ہے۔ جس طرح دھوپ ہلکے ہلکے پھیلتی ہے اسی طرح سایہ ہلکے ہلکے گھٹتا بڑھتا ہے۔

بعض مفسرین نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ سایہ سے مراد زمانۂ فترت ہے جس میں کوئی نبی حضرت عیسیٰؑ سے لے کر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم تک نہیں آیا۔ چھ سو برس بعد جب سرکارِ دو عالمؐ دُنیا میں آ گئے تو گویا علم و دین کا آفتاب طلوع ہوا اور جوں جوں حضورؐ کی تعلیم و تبلیغ بڑھتی گئی تاریکی دُور ہوتی چلی گئی۔

سایہ کے لیے سورج اس لیے دلیل بنایا گیا کہ سورج کے طلوع و غروب و نصف النہار پر پہنچنے سے سایہ کی کمی بیشی کا پتہ چلتا ہے۔

رات کو خدا نے پردہ پوشش بنایا ہے اور نیند کو اس لیے غالب کیا کہ دن کی تھکان دُور ہو جائے اور دن کو اس لیے بنایا کہ آدمی خواب سے بیدار ہو کر اپنے کام کاج میں لگ جائے۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ
السَّمَاۗءِ مَاۗءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾ لِّنُحْیِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ
اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴿۴۹﴾

اور وُہ وہی تو ہے جس نے اپنی رحمت سے بارش کے آگے آگے ہواؤں کو خوشخبری دینے کے لیے بھیجا اور ہم نے آسمان سے پاک اور ستھرا ہوا پانی برسایا تاکہ اس کے ذریعہ سے مُردہ (ویران) شہر کو زندہ (آباد) کر دیں اور اپنی مخلوقات میں سے چوپاؤں اور بہت سے آدمیوں کو سیراب کر دیں۔

خدا نے اپنی توحید کے جہاں اور بہت سے دلائل بیان کیے ہیں اُن میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ وہ پانی برسانے سے پہلے ٹھنڈی ہوائیں چلاتا ہے۔ پھر پاک صاف پانی برساتا ہے جو ہر قسم کی گندگی سے پاک ہوتا ہے اور زہریلے جراثیم جو زمین کے اوپر والے پانی میں پیدا ہو جاتے ہیں بارش کے پانی کو ان سے پاک صاف کر دیتا ہے۔ گویا قدرت کی ناقابلِ رویت چھلنی ہیں وہ پانی چھن چھن کر آتا ہے۔ بارش کا پانی اسی لیے اکثر بیماریوں میں مفید ثابت ہوتا ہے۔ اس پانی سے تالاب جوہڑ اور گڑھے بھر جاتے ہیں جس سے چوپائے سیراب ہوتے ہیں اور آدمی بھی اُسے پیتے ہیں۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ڮ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾ وَلَوْ
شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ﴿۵۱﴾ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ
بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿۵۲﴾ وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ
وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾
وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَاۗءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ۭ وَكَانَ
رَبُّكَ قَدِيْرًا ﴿۵۴﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۭ
وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰي رَبِّهٖ ظَهِيْرًا ﴿۵۵﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ
نَذِيْرًا ﴿۵۶﴾ قُلْ مَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَاۗءَ اَنْ يَّتَّخِذَ
اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۵۷﴾

اور ہم نے پانی کو ان کے درمیان تقسیم کیا تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ مگر اکثر لوگوں نے ناشکری کے سوا کچھ نہ مانا۔ اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک (عذاب سے) ڈرانے والا پیغمبر بھیجتے تو اے رسول تم کافروں کی اطاعت نہ کرنا اور ان سے قرآنی دلائل کے ساتھ خوب لڑو اور وہی تو وُہ خدا ہے